

کریڈٹ خطرات اور بینک سرمایہ سے متعلق قوانین پر کچھ غور و فکر

میرے لئے فخر کی بات ہے کہ مجھے ملک کی ایک اہم بینکنگ انسٹی ٹیوٹ میں استقبالیہ دیا گیا ہے اس سے بھی زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ مجھے یاں ابھرتے ہوئے اور مستقبل میں قیادت کے لائق نوجوانوں سے باہمی گفتگو کا موقع ملا ہے۔ آپ سبھی ہمارے ملک کی اقتصادی تاریخ میں ذمہ داری سنبھالنے کیلئے تیار ہو رہے ہیں۔ ہم سبھی آج اہم اقتصادی اصلاحات کے دوران یہاں مل رہے ہیں۔ ان اصلاحات میں سے میں خاص طور پر صرف دو باتوں پر ذکر کروں گا۔ انسٹیٹیوٹس اور بینک ریٹینسٹی کوڈ (آئی بی سی) (دیوالیہ پن کا قانون) 2016 اور ریزرو بینک کا ”مستقل اثاثوں کی تجویز کیلئے ترمیم شدہ خاکہ“ پر 12 فروری، 2018 کا سرکلر۔ میں آپ کو مندرجہ بالا اصلاحات پر ریگولیٹر کے پس منظر کے بارے میں بتانے کی کوشش کروں گا۔ عام طور پر بینکنگ انڈسٹری کے بارے میں جس سے متعلق عوام مغالطہ میں ہیں۔ اس پس منظر کا استعمال کرتے ہوئے بینک میں کفایت شعاری پر شکر گزار ہوتے کے مسئلہ پر یا اسکو بینک کیلئے ہوشمندی ہے، سرمایہ کاری کرنے پر خاص طور سے کریڈٹ خطرات پر بات کروں گا۔

ہم اس کی بنیادی باتوں پر بات شروع کرتے ہیں۔ بینکنگ اس نامی میں قرض کی ادائیگی کیلئے زائد رقم اور خسارہ میں بھر پائی کیلئے رقم کے بیچ ایک ثالث کی حیثیت رکھتی ہیں، ہم کہہ سکتے ہیں کہ بینکنگ میں اس نامی میں بچت کی رقم سے سرمایہ کاری کرتی ہیں۔ ریگولیٹر (نگراں) ان بینکوں کو لائسنس جاری کر کے اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ عوام سے ڈیمانڈ ڈپازٹس کے ذریعہ فنڈس اکٹھا کرتا ہے۔ بنیادی طور پر یہی ڈپازٹس ہیں جن سے بینکنگ ضرورت مندوں کو قرض مہیا کرتی ہیں۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ وہ ”انکل اسکروج“ (ایک بڑا مہاجن) کی طرح اپنی رقم سے قرض دے رہی ہیں لیکن یہ وہ رقم ہے جو وہ ڈپازٹس کے ذریعہ اکٹھا کرتی ہیں اور اس کا استعمال قرض دینے میں کرتی ہیں۔

کیا ہمیں بینکوں کی ضرورت ہے؟

حالانکہ اوپر کے بیانات سے فوری طور پر یہ بات صاف نہیں ہوتی ہے کہ آخر بینکوں کو ثالث ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ بچت کرنے والے خود ہی ضرورت مندوں کو قرض کیوں نہیں دیتے کیوں ہم کو درمیان انفرسٹرکچر کی ضرورت ہے۔ اس کا جواب ہے، ایسے معاملوں میں انفرادی طور پر بچت کرنے والوں پر قرض لینے والوں کی پوری ذمہ داری ہوتی ہے جو زیادہ تر بہت مہنگا اور ناکافی ہوتا ہے۔ بہت سے معاملوں میں قرض دار قرض دینے والوں سے زیادہ عقلمند ہوتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ قرض کی ادائیگی کیسے ان کے حساب سے کی جائے۔ بینکنگ اپنے ماہرانہ دماغ اور شرائط منصوبوں اور خطرات پر نگاہ مینی سے بارور (قرض لینے والے) کے ذریعہ ناکم کرنے پر ایک اہم رول ادا کر کے قرض وصولی کی کوشش کرتی ہیں، ”ڈیپلیٹڈ مانیٹرس“ (نگراں نمائندہ) (ڈیمانڈ 1984) اس نامی میں اور یہ وہ بہت کم خرچ میں کر لیتی ہیں۔

نگراں نمائندگی کا کام بینکنگ قرض سمجھوتہ پر ایک با اثر حلف نامہ کے ذریعہ کرتی ہیں۔ اس ضابطگی میں دو باتیں بہت اہم ہوتی ہیں۔ بہترین طریقہ سے لکھا گیا اقرار نامہ جو بینکوں کے حقوق کو تحفظ دیتا ہے، اگر قرض دار امید سے کم عمل کرتا ہے تو اس پر اقرار نامہ کی رو سے کیسے دباؤ بنایا جائے۔ عام دنوں میں بھی اسی اقرار نامہ کی شقوں کے بارے میں قرض دار کو بینکنگ یاد دہانی کراتی رہتی ہیں۔ اس طرح کام کانٹریکٹ (سمجھوتہ) قرض دینے والے کیلئے ایک مضبوط بنیاد رکھتا ہے۔ اس قدر قیمت آگے رہنے سے قرض دینے والے کو بھی مزید قرض دینے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی ہے، جس پر وجیکٹ کیلئے یہ قرض مہیا کرایا گیا اسکو کتنی رقم کی ضرورت ہے اور اس میں کیا خطرات درپیش ہیں، ان سب پر بینکنگ نگاہ رکھتی ہیں۔ لہذا بینک اور قرض خواہاں کے درمیان ایک اچھا لون کانٹریکٹ ایک بلیو پرنٹ کا کام کرتا ہے۔

پھر بھی اگر قرض دار کی طرف سے حلف نامہ (کانٹریکٹ) کی خلاف ورزی کی جاتی ہے اور نگرانی کرنے والی بینکنگ، اس کے خلاف کوئی کارروائی کرتی ہیں، اگر وہ کافی نہیں ہیں تو سمجھوتہ کو مزید توڑنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بینکوں کا اپنے قرضوں پر نگرانی کیلئے بہت سخت کارروائی کی ضرورت ہوتی ہے، ایسا کرنے سے درمیان کے دوسرے لوگ بھی اپنا رول سختی سے ادا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر بینک کسی خاص قرض دار پر اپنا نرم رخ اختیار کرتی ہے کیونکہ قرض دار کو اس کے دعوؤں (رقم) کی ادائیگی دوسری پارٹی کی طرف سے نہیں ہوتی ہے، قرض کے قسطوں کی ادائیگی کیلئے اس کے موکل کو دوسری پارٹی سے رقم نہیں ملنے کی وجہ سے دیری ہو رہی ہے، عام طور سے اس کو مان لیا جاتا ہے۔ اگر بینکنگ اس طرف زیادہ توجہ دیتی ہیں تو قرض دار دوسری پارٹی سے اپنے دعوؤں کی وصولیابی وقت کے اندر حاصل

کرنے کیلئے پورا زور لگا دیں گے۔ بینکیں کوئی صدمہ سہنے (شاک آبرورس) کی مشین نہیں ہے کہ وہ اپنے قرضداروں سے پہلے معاملہ میں ہی صبر کر لیں کیونکہ ڈپازٹس کو وقت مقررہ پر رقم واپس کرنے کی ذمہ داری بینکیوں کی ہے۔ یقیناً ایک بینک اپنے لون (قرض) کے بارے میں ضرورت پر دوبارہ قرضدار سے گفت و شنید کر سکتے ہیں، لیکن یہ سب ایک وجہ پر ہو سکتا ہے اور بینک کو ان خطرات کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے۔ شرائط کے بارے میں بات چیت قانون سے الگ ہٹ کر باہمی رضامندی سے ہے کہ اسکو مزید قرض دے کر اس کے وجود کو برقرار رکھا جائے جیسا کہ ثالث کرتا ہے۔

لہذا اہم اکثر ستنے ہیں کہ بینک اپنے قرضدار سے قرض واپس حاصل کرنے کیلئے پوری کوشش کر رہی ہیں۔ ہم کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ وہ اپنے ڈپازٹس کی رقم کو واپس پانے کیلئے کوشاں ہیں۔ اس سلسلہ میں دباؤ ڈالنے اٹاٹوں پر حصول کے لئے ایک دوسرے فریم ورک بنانا ہی ہمارا مقصد ہوتا کہ طاقت کی ترازو (بیلینس آف پاور) رقم جمع کرنے والوں (کریڈٹرز) کے حق میں ہو۔ کافی دنوں سے ہمارے ملک میں بیلینس آف پاور قرضداروں کے حق میں رہی ہے خاص طور سے بڑے قرضداروں کے حق میں۔

قرضدار برخلاف قرض دہندہ۔ اہمیت میں بدلاؤ۔ بارورس v/s کریڈٹر

قرضدار۔ قرض خواہ کے آپسی سمجھداری میں بدلاؤ سے موجودہ حالات درہم برہم ہو گئے اور یہ حقیقت ہے کہ اس سے مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ پہلے قرض دار کے حق کے ماحول نے قرضداروں کو ایک محفوظ پناہ گاہ بنا دیا اور قرض کی واپسی کو اہمیت نہیں دی گئی (رائٹ ڈاؤن کر دیا) جبکہ قرضدار یونٹ ک مینجمنٹ کو ویسے ہی رکھا گیا اور بینکیوں کی اپنے قرضوں کی وصولی کی کوششوں کو مختلف مقدمہ بازی می پھنسا دیا گیا۔ کورٹ کے باہر بھی باہمی سمجھوتوں پر اس کا اثر پڑا اور نا کامیابی حاصل ہوئی اس طرح قرضدار اداروں کے ذریعہ لگا تار غفلت برتی جاتی رہی کیونکہ ان کو بھر و سہ تھا کہ بیلینس آف پاور ان کے حق میں ہے اور بینکیوں کی طرف سے زیادہ کچھ ہو نہیں سکتا ہے۔ یہ ان کی کمزوری ہے۔ (علمی تحقیق نے پایا قرض دار کے حق میں فضا ہونے کی وجہ سے بینکیوں کا دیوالیہ پن بڑھا ہے) قرضدار دوست ماحول کا سبب سے خراب اثر بزنس ترجیح پر بڑا ہے جبکہ دباؤ والے اٹاٹوں کی وجہ سے بینکنگ نظام بھی متاثر ہوا ہے۔ بینکیوں کی قابلیت اور ان کی اداروں یا افراد کو قرض مہیا کرانے کی خواہشات جن کو واقعی ضرورت ہے بھی متاثر ہوتی ہیں۔ دی بینک ریٹسی لاریفارس کمیٹی (بینک دیوالیہ پن سے متعلق قانون میں سدھار کیلئے کمیٹی) (2015) نے مشاہدہ کیا اور پایا۔

”جب قرض دینے والے (کریڈٹرز) یہ جانتے ہیں کہ ان کے حقوق کمزور ہیں کیونکہ روری شرح بہت کم ہے تو وہ رقم ادھا ر دینے سے بیزار ہو جاتے ہیں، اسی لئے بھارت میں قرضہ کچھ بڑی کمپنیوں تک ہی محدود ہے، اس میں نا کامیابی کی گنجائش بہت کم ہوتی ہے، مزید یہ کہ محفوظ کریڈٹ حاوی رہتا ہے کیونکہ ان معاملوں میں کریڈٹرز کے حقوق کسی حد تک محفوظ ہوتے ہیں، قرض دینے والے محفوظ کریڈٹ پر زور دیتے ہیں، اس حالت میں کریڈٹ تجربہ مقابلتا آسان ہے۔ اس کو کو لیٹرل کی مارکیٹ ویلو ہی درکار ہوتی ہے، اس کے نتیجے میں کریڈٹ تجربہ ایک بناوٹی تجربہ ایک بزنس کیلئے ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اس صنعت (فرم) کی امیدیں چرما جاتی ہیں۔“

ہندوستان میں انڈین بینک ریٹسی کوڈ (آئی بی سی) سننے سے پہلے ریزرو بینک آف انڈیا نے ایک ریگولیٹری حیثیت سے ایک ریزرو لیوشن میکنزم بنایا تھا، اس نے بینک دیوالیہ پن کی کچھ وجوہات پر روشنی ڈالی اور ایک قانون بنایا لیکن بینک ریٹسی قانون وجود میں نہ ہونے کی وجہ سے وہ دباؤ والے اٹاٹوں پر کوئی کارگر اثر نہیں ڈال سکا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بینکیوں کے ذریعہ دیئے قرضوں کی بک ویلو اور ان کی بازار ویلو میں بہت فرق آیا۔ اس سلسلہ میں آئی بی سی قانون آنسو پوچھنے والا ثابت ہوا، جس کی وجہ سے دیوالیہ پن (قرضداروں کی) نظام کو گورن کرنے والا لیگل فریم ورک بالکل بدل دیا گیا۔ اس آئی بی سی قانون نے ریزرو بینک کو بھی اس قابل بنا دیا کہ وہ دباؤ والے اٹاٹوں کے ریزرو لیوشن کیلئے ایک ترمیم شدہ فریم ورک بنائے بھارت سرکار اور ریزرو بینک کی مشترکہ شروعات کو ڈیفالٹرز قرضداروں نے ملک کی مختلف عدالتوں میں چیلنج کر دیا۔ ہندوستان کی عزت مآب عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ آف انڈیا) نے انوینٹو انڈسٹریز لمیٹڈ v/s آئی سی آئی بینک لمیٹڈ (2017) کے معاملہ میں یہ نتیجہ نکالا کہ:-

”ہم نے سوچا کہ یہ ضروری ہے کہ ایک مفصل فیصلہ دیا جائے تاکہ سبھی عدالتیں اور ریٹریبنلس قانون کی سبھی گردنوں کا نوٹس لیں۔ گڑبڑ کرنے والی انتظامیہ کو کسی بھی حال میں مینجمنٹ پر برقرار نہیں رکھا جائے، اگر وہ اپنے قرضہ جات کو ادا نہیں کرتے ہیں۔“

جیسے عزت مآب سپریم کورٹ نے مشاہدہ کیا اور اپنا رخ رکھا ملک کا پورا عدالتی نظام اس نئے قانون کی روشنی میں دھڑا دھڑ ڈیفالٹنگ قرضداروں کی ساری کوششیں بیکار ہو گئیں اور دیوالیہ ہونے والے نظام کو سخت دھچکا لگا اور اب تک کسی کو کامیابی نہیں ملی ہے۔

اس معاملہ میں یہ بات مان لینا چاہئے، بینکنس قرضدار کے ذریعہ قرضہ ادائیگی پر غفلت برتنے پر ان کے خلاف قانونی کارروائی کرتی ہیں جس میں محفوظ دباؤ بھی شامل ہے۔ صحیح معنوں میں ڈپازٹس کی رقم کو کوتاہی برتنے والے قرضداروں سے وصولی کی کوشش کرتی ہیں۔ قرضدار کی طرف سے رقم نہ چکانے کی وجہ سے بھی کچھ ہو۔ حالانکہ نہ چکانے والے قرض دار اس کارروائی کو ایسی تصویر پیش کرتے ہیں، جیسے بینکنس بہت ظالم ہیں اور ان کے اثاثوں کو اپنی تحویل میں لے رہی ہیں اور بہت مظلوم قرضدار ہیں۔ یہ طریقہ کار بڑے بڑے کارپوریٹس میں اپناتے ہیں۔ یہاں آپ کو ان دو باتوں میں فرق سمجھنا ہوگا۔ ایک ساہوکار اپنی خود کی رقم نفع کمانے کے لئے قرض دیتا ہے جبکہ بینک ڈپازٹس کی جمع رقم کو (پبلک سیکٹریٹوں میں ٹیکس ادا کرنے والوں کی رقم) قرض دینے میں استعمال کرتا ہے۔ حالات کی صحیح تصویر عوام کا مفاد ہی ہوگی۔ (مثلاً ڈپازٹس + ٹیکس ادا کرنے والے) v/s قرضدار کا مفاد۔

سچے ڈیفالٹس کی مغالطہ آمیز تصویر

ایک دلیل جو ہم اکثر سنتے ہیں کہ رقم ادائیگی نہ کرنے کی کئی وجوہات ہوتی ہیں اور قانون کو وجوہات کی الگ الگ بنیاد کے حساب سے اسے برتاؤ کرنا چاہئے۔ اس خیالات کے حامی لوگ دلیل دیتے ہیں کبھی کبھی قرضدار کسی باہری فیکٹر جو ان کے کنٹرول سے باہر ہے کی وجہ سے قرض ادا نہیں کر پاتا ہے، ایسے قرضداروں کو سچا اور ایماندار قرضدار مان کر ان سے اچھا برتاؤ کرنا چاہئے اور قوانین میں کچھ چھوٹ دینا چاہئے۔ یہ خیال مغالطہ والا ہے۔ پھر بھی یہ ہم ہے کہ ان کی تعریف کرنا چاہئے کہ کچھ قرضہ لینڈنگ برنس کیلئے ناگزیر حصہ ہیں۔ یہاں پر دو مسئلہ ہیں۔ شناخت اور عزم۔ ڈیفالٹ کی شناخت یا اثاثہ کی کوالٹی میں خرابی کی ذمہ داری وجوہات سے آزاد ہو، جس کی وجہ سے خرابی آئی، جبکہ یہ ارادہ ہے عزم ہے پلان ہے جو کہ قرضدار کی قابلیت اور قرضہ کی ادائیگی کی خواہش رکھتا ہے اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس رکھتا ہے اور ان کو عزت دیتا ہے۔ جب ایک قرضدار وقتی طور پر رقم ادائیگی کی قابلیت سے محروم ہو جاتا ہے، کنہیں ایسی وجوہات کی بنا پر جو اس کے کنٹرول سے باہر ہیں، ایسے قرضداروں کے لئے کورٹ کے باہر یا انسولونینسی فریم ورک کے اندر فوری اور بہتری اسٹریٹجی پلان موجود ہیں، اگر وہ ادائیگی کی خواہش رکھتا ہے۔ جان بوجھ کر اور اسٹریٹجی بنانے والے قرضداروں کے معاملہ میں، قرضدار میں ادائیگی کی قابلیت و اہلیت ہے لیکن قرض واپسی کرنے کی خواہش نہیں ہے، وہ دندھ پھند سے اپنی ملکیت تبدیل کر دیتے ہیں، ایسے میں ڈیفالٹنگ مینجمنٹ کو وہاں سے ہٹانا ہی بہتر ہے۔ آخر میں اگر برنس دوبارہ زندہ ہونے کے قابل نہیں ہے تو جلد ہی اس کو تحلیل کر کے ان کی دولت کے وسائل کو دوسرے بہتر استعمال میں لانا چاہئے۔ یہی وہ طریقہ ہے جو دباؤ والے اثاثوں کے عزم کیلئے ترمیم شدہ فریم ورک چاہتا ہے۔ مندرجہ ذیل سانچہ اس رسائی پر روشنی ڈالتا ہے۔

قرضداروں کی قسمیں	ادائیگی کی اہلیت ہے	رقم ادائیگی کیلئے نہیں
ادائیگی کی خواہش ہے	کوئی کارروائی نہیں	ایڈ ہاک ٹڈنگ پھر سے کرنا، ایسا نہ ہونے پر ملکیت میں تبدیلی یا تحلیل کر دینا
ادائیگی کی خواہش نہیں	ملکیت میں تبدیلی اور ڈیفالٹنگ مینجمنٹ کے خلاف سخت کارروائی	ملکیت میں تبدیلی کے ساتھ ری اسٹریٹجی پلان یا تحلیل کر دینا۔

دوسرا مغالطہ یہ ہے ڈیفالٹنگ قرضداروں کے ذریعہ یہ دعویٰ کہ ان کے ذریعہ بنایا گیا ری اسٹریٹجی پلان بینکوں کیلئے کوئی فائدہ مند نہیں ہوگا جبکہ اگر بینکنس انسولونینسی اپیلیکیشن فائل کرتی ہیں نئے انویسٹرس اس ڈیفالٹنگ صنعت کو اپنی تحویل میں لیں گے، ان کو قرضوں پر بہت چھوٹ مل جائے گی۔ آدمی کو سمجھنے کی یہ ضرورت ہے کہ موجودہ مینجمنٹ کے ذریعہ ادائیگی لمبے عرصہ سے پھیلی ہوگی۔ عموماً نئے انویسٹرس نقد ادائیگی پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ بینکوں کے سامنے موقع ہوتا ہے کہ دکھائی دیئے جانے والے مستقبل میں ادائیگی کو ترجیح دیں یا فوری نقد ادائیگی کو ترجیح دیں لیکن ایسے موقع پر مستقبل ادائیگی کو موجودہ ویلو سے آگے ہیں اور لمبے وقت کا بھی دھیان رکھتی ہیں اور خاص طور سے اس بات کا بھی دھیان رکھتی ہیں کہ موجودہ مینجمنٹ کے پرانے ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے لمبے عرصہ میں رقم کی ادائیگی غیر یقینی ہے۔

موجودہ پرومٹرس کی ذمہ داری ایک اور مسئلہ ہے کسی بھی کامیاب پروجیکٹ میں کریڈٹس کا حصہ (شیر) لون کا ٹریڈ کے مطابق کیش فلو میں بہت محدود ہے جبکہ اکیوٹی ہولڈرس اس کامیاب پروجیکٹ غیر محدود حصہ پا کر مومج مارتے ہیں، اگر پروجیکٹ نا کامیاب (فیل) ہو جاتا ہے تو اکیوٹی ہولڈرس کو ان کی کم ذمہ داری کی وجہ سے اس نقصان سے تحفظ ملتا ہے۔ جب کریڈٹس کو مضبوط اختیار حاصل نہ ہونے کی وجہ سے سارا نقصان خود اٹھانا پڑتا ہے، جبکہ پروجیکٹس کو کپٹل اسٹریٹجی وہ مہیا کراتے ہیں، اس مرحلہ پر وضاحت کرنا ضروری ہے کہ محدود ذمہ داری نئے کارپوریٹ لاء میں بھی ان کے حق کے طور پر دی گئی ہے۔ اس پر بھی پروجیکٹ میں سرمایہ

کاری ایک جو کھم بھرا کام ہے، اس کو بھی شمار کرنا چاہئے۔ کسی بھی صنعت میں سب سے زیادہ ہولڈرز کیلئے محدود ذمہ داری سماج میں اس کا رجحان نفی کی طرف ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ ڈیفالٹ (کوٹاہی وغفلت) تو کسی نہ کسی کو نقصان تو اٹھانا پڑے گا۔

زیادہ تر ان سبھی معاملوں میں شیئر ہولڈرز کی محدود ذمہ داریوں کی وجہ سے سماج میں افراتفری پھیلنے لگتی ہے۔ نوکریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اسٹیٹ کی طرف سے دی گئی چھوٹ اور سب سے زیادہ بینکوں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے جو کہ صحیح معنوں میں ڈپازٹرز / ٹیکس ادا کرنے والوں کا نقصان ہے۔ سماج ان کمپنیوں کو پھرک سے کھڑا کرنے کی اجازت دے دیتا ہے اور وہ معیار سبھی بینک ریٹس کی طریقہ کار کے تحت پھر سے بات چیت کر کے دوبارہ کارٹریکٹ بنا لیتے ہیں۔ یہ ایک اور وجہ ہے جس سے اکیوٹی ہولڈرز بینک ریٹس میں کارپوریٹ بار وارس سے پہلے چھا لیتے ہیں کیونکہ وہ پہلے سے ہی محدود ذمہ داری کی وجہ سے عیش کر چکے ہوتے ہیں۔

جبکہ محدود ذمہ داری کا تصور ہے صنعتوں میں نیا پن لاکر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے کارپوریٹ لبادہ میں دخل دے کر۔ مثال کے طور پر: + محدود ذمہ داری کو توجہ نہ دے کر شیئر ہولڈرز کو ذاتی طور پر ذمہ دار ماننا آج کل غیر معمولی نہیں، کسی بھی ڈیفالٹنگ فرم کے ذریعہ منفی رویہ اپنانے پر۔ بیسی اینڈ ٹس (2014) نے ایک معقول فریم ورک بنایا جس کے ذریعہ ایسے حالات میں ایک مضبوط پالیسی بنائی جائے جو کارپوریٹ لبادہ کے اندر جھانک سکے۔ ان کی سوچ یہ ہے کہ اگر کارپوریٹ لبادہ میں جھانکا جانے لگے تو صرف ایسا ہونے سے ہی چیزیں بہتر ہونے لگیں گی، اس کے لئے انہوں نے مندرجہ تین وجوہات سامنے رکھی (1) موجود ریگولیشن اور قانونی اسکیموں جیسے ماحولیاتی قانون اور بیروزگاری قانون کو دھیان میں رکھتے ہوئے اپنا صاف اور مستقل طور پر عمل پیرا ہو کر اپنا مقصد حاصل کیا جائے۔ (2) جب بھی کمپنیوں کے ذریعہ فراڈ یا جھوٹی نمائندگی کا شک ہو، اور محسوس ہو کہ فرم دیا کمپنی ایسا کر کے کریڈٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں (اور خاص طور جبکہ ایسی جھوٹی نمائندگی سے کریڈٹ غلط طریقہ سے سوچنے لگے کہ کمپنی کا ہر شیئر ہولڈر کارپوریٹ کی قرضداری جو ایک دکھاوا ہے کی ضمانت لے رہا ہے)۔ (3) جب کارپوریٹ کو دی گئی سہولتیں یا اس کے حق میں کھڑے ہو کر اس کی مدد کرنا بینک ریٹس قانون کے تحت اور اس کو بہتر کرنے کے لئے اسٹیٹ لاء کے مطابق دعوے داروں کو بہتر نتائج کے حصول کیلئے سہارا دینا۔ عزت مآب سپریم کورٹ نے آر سیلر متل انڈیا پرائیویٹ لمیٹڈ v/s ستیش کمار گپتا اینڈ ادرس (2018) کے معاملہ میں حالیہ فیصلہ میں مشاہدہ کیا ہے۔

”جبکہ قانون خود ہی کارپوریٹ لبادہ کو اٹھاتا ہے اور جہاں عوامی مفاد کو بہت اہمیت دی گئی ہے، یا جہاں کمپنی قانون کے تحت بنائی گئی ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کمپنی بنائی گئی ہے۔ کورٹ کارپوریٹ لبادہ کو نہیں مانے گا۔ مزید یہ کہ اصول گروپ کمپنیوں پر بھی لاگو ہوگا، اس لئے انکا مک ادارہ (صنعت) میں گروپ کا ہر شخص پورے طور پر اس کی بہتری کے لئے ذمہ داری کے قابل ہے۔“

اس پس منظر کے ساتھ میں اب دوسری باتوں کی طرف جو میرے مضمون کا حصہ ہیں آپ کی توجہ چاہتا ہوں ”پروڈیٹیشنل بینک کیپٹل ریگولیشنس“ میں اس کی وضاحت بعد میں کروں گا۔ پروڈیٹیشنل ضروریات پر کریڈٹ وصولی ایکوسٹم پر منحصر ہے۔ جو اس کو کریڈٹ رسک ہندوستان پیرا یہ میں دیتا ہے۔ دوسرے معاملوں (احاطوں) کی طرح بینکوں کی پالیسی شیٹ پر سب سے بڑا خطرہ ہوتا ہے۔

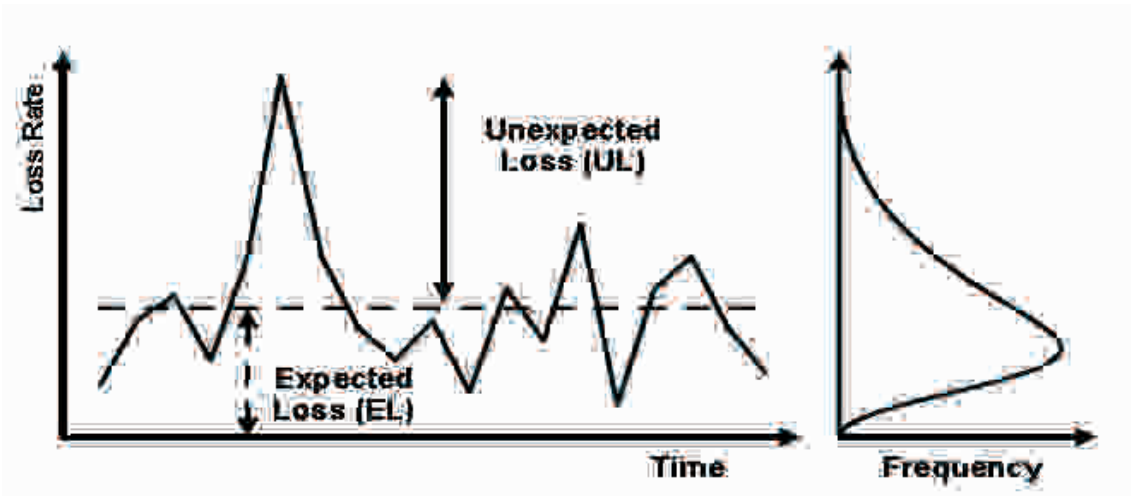
پیسل کیپٹل نارمس۔ دی پروڈیٹیشنل امپیریلٹو (اشد ضروری ہوشمندی)

فطری طور پر بینکیں خطرات اٹھانے کیلئے ہی ہیں، جیسے کریڈٹ رسک، مارکٹ رسک، لیکوڈٹی رسک وغیرہ۔ ایک بینک کو چلانا لیکوڈٹی رسک کی انتہا ہے بینکیں لیکوڈٹی اثاثوں کو قبضہ میں لے کر لیکوڈٹی رسک کو کم کرنے کی کوشش کرتی ہیں جس سے وہ ضرورت پڑنے پر اپنے اپنے کریڈٹرز کو انکو فروخت کر کے رقم ادائیگی کرتی ہیں اور اپنا رقم ادائیگی کا وعدہ پورا کرتی ہیں۔ کریڈٹرز میں زیادہ تر ان کے ڈپازٹرز ہی ہوتے ہیں۔ اس طرح لیکوڈٹی رسک کیلئے کمی کو مستحکم کرنے کے لئے لیکوڈٹی اثاثوں کو اپنے قبضہ میں رکھتی ہیں۔ جب بینکیں لیکوڈٹی رسک کو پورا کرنے کے لئے لیکوڈٹی اثاثوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کو کیپٹل کو انسولونسی رسک میں بدلنا ہوتا ہے۔ اس سے ان اثاثوں رکنا مک قیمت اصل قرض کی قیمت سے کم ہوتی ہے۔ اگر بینکوں کے پاس کافی مقدار میں کیپٹل نہ ہو تو ڈپازٹرز کا نقصان ہوتا ہے، لہذا بینکوں کو اپنے پاس کافی مقدار میں پونجی رکھنی ہوتی ہے تاکہ ڈپازٹرز کی کمی کو پورا کرنا یقینی بنایا جاسکے۔

بینک کو نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اپنے اثاثوں پر کیونکہ یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ سارا کا سارا لون واپس مل جائے گا۔ کام کرنے کے دوسرے طریقوں سے بھی نقصان ہوتا ہے، کبھی نقصان امید کے حساب سے ہوتا ہے اور کبھی اچانک ہوتا ہے۔ امید کے حساب سے ہونے والے نقصان سے بچنے کیلئے کریڈٹ رسک کے متعلق خاص طرح کے بارورس (قرضدار) کی پرانی تاریخ کے ڈاٹا کا سہارا لیا جاتا ہے۔ پیشگوئی نہیں کی جاسکتی۔ اصل نقصان امید سے کہیں زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ سب مختلف وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی خاص سیکٹر میں اس سے جڑے ہوئے کئی فیکٹرز کام کرتے ہیں، اس لئے ادائیگی میں کوتاہی ہوتی ہے۔ یہ تعبیر امید کے

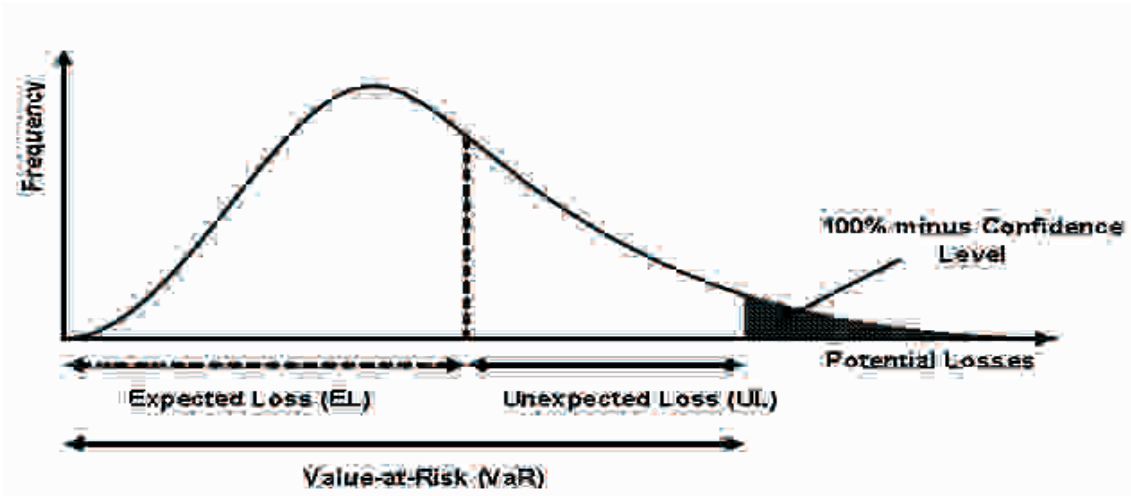
نقصان کی طرف لے جاتا ہے۔ مندر ذیل فکر (چارٹ 1) بینک کے نقصان کا ایک نقشہ کھینچتا ہے۔

Chart 1: Loss Curve for Banks.



امید کے مطابق ہوئے نقصان کی تلافی کیلئے موجودہ کمائی سے کچھ پرویزنس کئے جاتے ہیں اور غیر متوقع نقصان کی تلافی کیلئے بینکوں کو اپنے پونجی رکھنی ہوتی ہے (بھروسہ کے ساتھ ہوا زیادہ نقصان اور اوسط نقصان میں فرق ہے) (چارٹ 2) غیر متوقع نقصان کے علاوہ کچھ دوسرے نقصانات بھی ہوتے ہیں، جن کی بھر پائی کرنا بہت مہنگا پڑتا ہے۔

Chart 2: Potentials Losses and mitigants



اس بات کی دلیل بھی دی جاسکتی ہے کہ بڑے مقدار میں پونجی کو جو بینکوں کے پاس محفوظ ہے غیر متوقع نقصان کی بھر پائی کیلئے مارکٹ فورسز کیلئے چھوڑ دینا چاہئے۔ مارکٹ فورسز میں ناکامی باہری معاملوں میں منفی اثر ڈالے گی، خاص طور سے اس کا خمیازہ ڈپازٹرز یا ٹیکس ادا کرنے والوں کو بھگتنا پڑے گا یا یہ لوگ سرکاری تحویل والی بینکوں میں اور ڈپازٹس کریں۔ اس کی وجہ سے پروڈیوشن ریگولیشن میں انٹری بیر لگائے گئے ہیں۔ بینکیں اس طرح کی ایکٹیویٹیز میں حصہ نہ لیں۔

سب سے اہم اور سب کے ذریعہ اپنایا گیا پروڈیوشن ریگولیشن کیپٹل ایڈیکویسی نامس ہیں۔ انٹرنیشنل 1988 میں پیسل 1 نامس کے تعارف سے پہلے اسکو اپنایا گیا تھا۔ عام طور پر اس کی رسائی کہ بینکیں، بینکنگ قوانین کے تحت اپنے پاس کم سے کم ضروری کیپٹل رکھیں اور ہر بینک کی طاقت اس کے پاس ڈپازٹس کے تنا سے پونجی ہو یا اس کے لئے دیگر طریقہ بھی اپنائے جاسکتے ہیں۔ حالانکہ اس میں بہت زیادہ مختلف رائے ہیں۔ سب سے زیادہ پورے ملک کیلئے کیپٹل ریگولیشن میں (پونجی سے متعلق قوانین) خطرہ کے احساس زیادہ ہیں، اس لئے ان پر عمل کرنا مقابلاً زیادہ مشکل ہے۔

پیسل 1 قوانین ریگولیشن فریم ورک کیلئے بین الاقوامی (انٹرنیشنل) طور پر مان لئے گئے ہیں جو کہ بینکوں کیلئے ایک اسٹینڈرڈ قائم رکھنے کو کہتے ہیں۔ 1988 سے جبکہ پیسل فریم ورک شروع ہوا ہے نے بہت سے ڈیولپمنٹس میں اپنا رول ادا کیا ہے، اس سے کیپٹل (ریگولیشن) کا خیال بینک کی بیلنس شیٹ سے لنک ہو گیا ہے۔ پیسل 1 کے تحت سی آر آر پر عمل ضروری ہو گیا، اس میں پونجی کا تناسب خطرات سے بھرے ہوئے اثاثوں کے حساب سے رکھا جاتا ہے۔ پیسل II کا تعارف 2004 میں کیا گیا، اس کے تحت خطرات سے نمٹنے کیلئے بینک کے اثاثوں کی درجہ بندی کر کے انتظام کیا گیا۔

پیسل II نامس تین کھبوں پر نکلے ہیں۔ کیپٹل ایڈیکٹس (پونجی میں کفایت) سپروائزری رویو (نگرانی پر نظر ثانی) مارکٹ ڈسپلن (بازار کی ترتیب و نظم و ضبط)۔ خاص طور سے کیپٹل چارجز کریڈٹ رسک، مارکیٹ رسک اور آپریشنل رسک جن کا سامنا بینکوں کو کرنا پڑتا ہے، کیلئے بنائے گئے تھے۔ پیسل II پر عمل کرنے کا خاص فائدہ تھا (الف) یہ زیادہ خطرات کیلئے حساس تھا (ب) یہ بینکنگ سیکٹر میں خطرات کو بھانپنا، خطرات سے نمٹنے کے طریقہ کار اور فریم ورک میں اپنے کو ڈھال لینا سے متعلق ڈیولپمنٹ کو تسلیم کرتا ہے۔ (ج) یہ ریگولٹری پونجی کو اکانا مک پونجی کے قریب قنطربند کرتا ہے۔ پیسل II کے یہ ایلیمینٹس (ذرات) ریگولٹری فریم ورک کو بہت سے بڑی بینکوں میں لاگو برنس ماڈلس کے قریب لاتے ہیں۔ پیسل II فریم ورک میں بینکوں کی پونجی ضروریات بینکوں کی بیلنس شیٹ میں آنے والے خطرات سے نمٹنے کے زیادہ قریب ہوتی ہیں۔

حالانکہ پیسل II معیار کی پالی (کمزوری) وہ 2007 کے درمیان دنیا بھر میں آئی مندی کے موقع پر کھل گئی جس نے ریگولٹری اپروچ کو جو پونجی میں کفایت (کیپٹل ایڈیکوٹسی) کی ضروریات کی طرف ہوتی ہے پر سوچنے کو مجبور کر دیا۔ ستمبر 2010 میں گورنروں کے گروپ اور نگرانی محکموں کے ہیڈ (جی ایچ او ایس) نے کمرشیل بینکوں کیلئے اونچے گلوبل منیم اسٹیٹنڈرڈ کا اعلان کیا۔ اس کے بعد جولائی 2010 میں سارے ممالک اس سمجھوتہ پر پہنچے کہ کیپٹل اور لکوئیڈٹی سدھار بینکنگ بنایا جائے، جس کو اب پیسل III کہا جاتا ہے۔ یہ اور پیسل فریم ورک وجود میں آیا اور اس نے پیسل II کے تین کھبوں کو اور مضبوطی دی اور اس کی اور علاقہ میں وسعت دی گئی۔ ان میں زیادہ تر سدھار 2013 سے 2019 تک کیلئے ہیں۔ اس فریم ورک اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:-

- (i) ریگولٹری پونجی کی مقدار اور اس کی خوبی کیلئے سخت ترین ضروریات خاص طور سے کامن ایکویٹی کی مرکزی اہمیت پر توجہ دینا۔
- (ii) کامن ایکویٹی کی ایک اضافی لیر رکھنا۔ پونجی کا بفر اسٹاک رکھنا جب پونجی میں کمی آئے تاکہ ضرورت پڑنے پر منیم کامن ایکویٹی کی ضرورت کو پورا کیا جاسکے۔
- (iii) کیپٹل بفر کے برخلاف ایک اور انتظام جس کی وجہ سے کریڈٹ کی بڑھتوری ہونے پر بینکوں کو اس سسٹم میں شامل ہونے سے روکا جائے، اس سے کریڈٹ بڑھتوری سے ہونے والے نقصانات سے بچا جاسکے۔
- (iv) ایک بیلنس تناسب۔ ایک بینک اثاثوں سے متعلق کم سے کم اتنی پونجی ریزرو رکھی جائے جس سے نقصانات کو برداشت کیا جاسکے اور بیلنس شیٹ پر ان خطرات کا زیادہ اثر دکھائی دے۔
- (v) لکوئیڈٹی ضروریات۔ ایک منیم لکوئیڈٹی تناسب، لکوئیڈٹی کورینج تناسب (ایل سی آر)۔ فنڈنگ ضروریات کو کافی سہارا 30 دن کے دباؤ کیلئے دے سکے۔ زیادہ مدت کا تناسب رکھا جائے۔ نیٹ اسٹیبل فنڈنگ تناسب کے ساتھ۔ تاکہ پوری بیلنس شیٹ میں جو کمی آرہی ہے، اس سے نمٹا جاسکے۔
- (vi) بینکوں کو منظم طریقہ سے چلانے کیلئے اضافی ضروریات کا خیال رکھا جائے، اس میں ہونے والے نقصانات کو بھی دھیان میں رکھا جائے، اس کے ذریعہ دوسرے ملکوں کی ان پبلک برانچوں میں بھی نگرانی مضبوطی کے ساتھ کی جائے۔

ہندوستان میں لیبل III کیپٹل ریگولیشن یکم اپریل 2013 سے کئی مرحلوں میں لاگو کئے جا رہے ہیں اور ان کو 31 مارچ 2019 تک پورے طور پر لاگو کر دیا جائے گا۔ اس کا آخری راؤنڈ سدھار سے متعلق پیسل کمیٹی کے ذریعہ ستمبر 2017 میں شائع کیا گیا ہے، اسی پر عمل درآمد 2022 تک کھینچے گا۔

پیسل ریگولیشن کا پس منظر سمجھ لینے کے بعد ہم پھر اس معاملہ کی طرف لوٹ رہے ہیں جو کریڈٹ فولیو میں متوقع اور غیر متوقع نقصان سے تعلق رکھتا ہے جو دوسری وجوہات کے ساتھ ساتھ قرض جو پھنس جاتے ہیں کی وجہ سے بھی نقصان ہوتا ہے۔ ایک بار قرض غیر استعمال کے لائق اثاثہ (نان پرفارمنگ اسٹیٹ)۔ این پی اے) اگر بن جاتا ہے تو بہت ہوشیاری کے ساتھ کارروائی اس کو متوقع نقصان مانتے ہوئے کی جاتی ہے، اس لئے جب حقیقی نقصان عمل میں آتا ہے تو اس وقت بینک کا نفع اور نقصان کا اسٹیٹمنٹ ایک لمبا وقت تک کیلئے پھیلا دیا جاتا ہے، چونکہ متوقع نقصانات کے بارے میں پرانے تجربہ کی بنا پر اندازہ مل جاتا ہے۔ بینک کی کرنٹ آمدنی سے اس نقصان کی بھریائی کیلئے کچھ پراویزن رکھنا پڑتے ہیں، ان طریقہ کار (پراویزنس) کو ایک بینک کی آمدنی میں ہے، اخراجات مانا جاتا ہے اور بینکوں کی کتابوں میں (ریکارڈس میں) نان پرفارمنگ لون کی اس کی اکانا مک ویلو کی حیثیت سے مارک کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی این پی اے سے حقیقی حصول اس کی مارکڈ ویلو سے زیادہ ہو جاتا ہے، ایسے معاملہ میں بینکس زائد پراویزنس کو اس کا ویننگ سال میں جس میں ریکوری (قرض واپس آیا) ہوئی ہے، ایک پرافٹ (نفع) مارک کرتی ہیں۔ ایسے میں طریقہ کار کو اپنی ہوشمندی ڈوانر مانتے ہوئے بینکوں کے پرافٹ اینڈ لاس (نفع اور نقصان) پر خراب لون کے اثر کو آسان کر دیتا ہے اور اس کو زبردستی کا خرچ ریگولٹری کے ذریعہ نہیں مانا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر ہوشمندی والا برتاؤ ہمیشہ اس بات کو مانتا ہے کہ بینکوں کو کبھی بھی کم تر نہیں سمجھا جائے۔

بہتر طور پر بینکوں کو اپنی کتابوں میں قرض کو متوقع نقصان کی شکل میں درج کرنا چاہئے اور بغیر کسی ریگولٹری روک ٹوک کے ان نقصان کی تلافی کیلئے پراویزن بنانا

چاہئے۔ پھر بھی ہماری بینکوں کے ذریعہ بنائے گئے قومی ماڈلس (روہت ماڈلس) کی غیر موجودگی میں بھی وہ اپنے مقصد کو حاصل کر لیں گی۔ ریزرو بینک نے ان طریقہ کار کے بارے میں جن میں کم سے کم قانونی پہلو ہوں، جو این پی اے کی مدت سے جڑے ہوئے ہوں، کے بارے میں بتایا ہے چونکہ یہ پراویزن طریقہ کار کی رو سے الگ الگ بینکوں کیلئے الگ الگ ہیں اور جنرل ریگولیشن ایسا نہیں کر سکتے ہیں۔ ریگولیٹری توقع یہ ہے کہ کم سے کم طریقہ کار سے متعلق ہدایات رہنمائی کا کام زمین پراور بینک مینجمنٹ پر کریں گے، وہ اپنے اثاثوں کے بارے میں پوری جانکاری سے موزوں طریقہ کار اپنائیں گے۔ پھر بھی بد قسمتی سے بھارت میں اس کے لئے سب سے کم طریقہ کار ہیں حالانکہ پچھلے کچھ وقت سے ان میں کافی سدھار ہوا ہے۔

اگر بینک کے لئے ضروری پراویزن برقرار رکھنے سے اس کی آمدنی میں پراویزنس سے پہلے ہی اضافہ ہو جاتا ہے، اس سے بینک کی ایکویٹی پرائز پڑنا لازمی ہے۔ یہ بینکنگ ریگولیشن کیلئے بہت برا ہوگا۔ عام طور پر کیپٹل نارمس میں پاور لیبل نارمس میں خاص طور سے اس حالت میں سب سے زیادہ شکایتیں یہ آتی ہیں کہ بینکوں کیلئے پونجی ضروریات بغیر ضرورت کے بہت زیادہ ہیں۔ بھارت میں یہ سی آر آر (ریزرو بینک سے تجویز کیا ہوا) 9% ہے جبکہ بیسل نارمس کے مطابق 8% ہونا چاہئے۔ اس سوال کے جواب کو سمجھنے کیلئے ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ پہلے موقع میں کیپٹل کی کیوں ضرورت ہوتی ہے۔

ہم کو اپنے ذہن میں رکھنا چاہئے کہ غیر متوقع نقصانات جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ان سے نمٹنے کیلئے ہم کو بفر اسٹاک کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم بات آگے بڑھائیں اس سے پہلے اپنے ذہن میں رکھیں کہ پونجی ہمارے خود کے فنڈس ہیں جو بینکوں کے ذریعہ کل فنڈس جو اثاثہ بنانے کیلئے استعمال کرتی ہیں۔ یہ ڈپازٹس کی شکل میں باروڈ فنڈس نہیں ہیں۔ بنک کے ذریعہ پونجی کو برقرار (مین ٹین) رکھنا صرف بینکوں کے ذریعہ کل فنڈس جو اثاثہ بنانے میں استعمال ہوتے ہیں اپنے خود کے فنڈس کا صرف ایک حصہ ہی ہیں۔ ایک غلط خیال ہمارے ذہنوں میں دستک دیتا ہے وہ یہ کہ پونجی رقم کا ایک ڈھیر ہے جو ہم سے ”برے وقت کا فنڈ“ کی شکل میں دور کر دیا گیا ہے اور اکنامی کو اس رقم کے ڈھیر سے الگ کر دیا گیا ہے۔ یہ سچائی سے منہ موڑنے والا خیال ہے۔ بینکوں کے ذریعہ برقرار رکھی گئی (مین ٹین کی گئی) پونجی کو پہلے ہی بیلینس شیٹ میں اثاثہ بنانے بشمول لون دینے کیلئے دکھایا گیا ہے۔

پروڈیٹیل کیپٹل ریگولیشن کا مقصد یہی ہے کہ بینکوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو انجام دیتے ہوئے غیر متوقع نقصانات کو برداشت کر سکیں خاص طور سے ڈپازٹس کی ذمہ داری اٹھائیں، بینک پونجی کو موزوں سطح پر رکھ کر بینکوں میں پونجی کو اونچی سطح پر رکھنا ملک کی میکرو اکنامی کو متحکم کرنا ہے۔ مزید یہ کہ پونجی کی اونچی سطح شیئر ہولڈرس کو بھی تحفظ دیتی ہے۔ لہذا یہ بہتر کریڈٹ کی نشانی ہوتی ہے۔ پونجی کو بازار سے اٹھانا زیادہ مہنگا پڑتا ہے۔ یہ سب مف میں نہیں ہو جاتا ہے بلکہ اکنامی کی قیمت پر یہ ہوتا ہے۔ بینکنگ بحران میں نقصانات سے بچنے کیلئے اسکو پختوں (سیونگس) کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جیسے ہی بینک میں ایکویٹی کا حصہ بڑھتا ہے، پلڑا جھک جاتا ہے اصولی طور پر بینک محفوظ ہو جاتی ہے، اس سے بینک میں سرمایہ کاری کرنے والے ایکویٹی پر کم فائدے (ریٹرنس) کی مانگ کرنے لگتے ہیں اور ڈپازٹس بھی اپنے فنڈس کی حفاظت کو دھیان میں رکھتے ہوئے کم ریٹرنس پر بھی راضی ہو جاتے ہیں۔ بینکنگ ریگولیٹرس کیلئے یہ ”فدائی پیالہ“ کی طرح ہوتا ہے، اس میں وہ بینکوں کی پونجی علاج کیلئے ایک میٹھی گولی کا کام کرتی ہے، جس سے فائدہ اور لاگت قریب قریب برابر ہوتی ہے۔

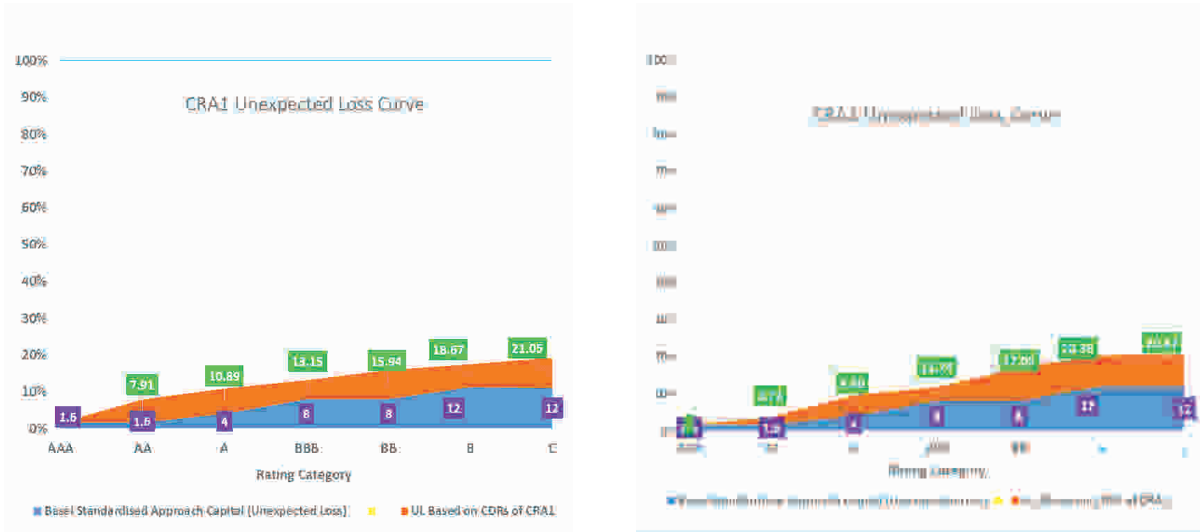
مختلف مطالعوں (کلائن 2017) نے کوشش کی کہ آئیٹیل کامن ایکویٹی ٹیرم 1۔ کیپٹل (سی ای ٹی 1) کا تناسب بینکوں کیلئے اسپیکٹرم (قومی و فزح) کے دوسرے کنارہ کی فکرس کے برابر پہنچ جائے۔ ڈیگھر، ڈیل ایرکا، لیون، رتوسکی اور ٹونگ (2016) نے آئیٹیل سی ای ٹی 1۔ تناسب خطرات والے اثاثوں سے 9% سے 7% تک رکھا رہا۔ اڈماتی اور ہیل وگ (2013) آئیٹیل سی ای ٹی 1۔ تناسب خطرات والے اثاثوں سے 36% سے 53% تک اندازہ کرتے ہیں، ان سب کے مطالعہ سے درمیان تناسب 13% سے 14% تک مانا جاتا ہے۔ ان مندرجہ بالا مطالعوں کے برخلاف بیسل III نارمس خاص طور سے ای ٹی 1۔ ضروریات خطرات والے اثاثوں کا 45% پر ہی زوردیتے ہیں۔ لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے تحقیق کاروں کے اندازوں کے مقابلہ میں زمینی حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے بیسل III کی ہدایات بہت کم ہیں۔

ہندوستان میں کل ملا کر ہم خطرات والے اثاثوں کے تناسب میں پونجی ضروریات کو 9% کا نسخہ تجویز کرتے ہیں۔ کامن ایکویٹی ٹیرم 1۔ پونجی کو 55% جو کہ 8% اور 45% تجویز کی گئی تھی، بیسل نارمس کے تحت جیسے کہ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ ریگولیٹری کیپٹل صرف غیر متوقع نقصانات کی بھرپائی کیلئے ”بفر“ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مجموعی طور پر غیر متوقع نقصانات بینک کے اثاثہ میں پرانے نقصانات جو سیٹ پورٹ فولیو کے ذیلی پورٹ فولیو کا مجموعہ ہیں ہی ہوں گے۔ اثاثوں کے خطروں کی بنیاد پر ہی سب پورٹ فولیو بنائے جاسکتے ہیں۔ لہذا کوئی کہہ سکتا ہے کہ سرکاری سیکورٹیز ایک ایسا سب پورٹ فولیو بنا سکتی ہیں جس میں ”صفر“ (زیرو) کے برابر نقصان ہو اور دوسرے پورٹ فولیو مختلف نقصانات کے مد نظر بنائے جائیں۔ عام طور پر بعد والے پورٹ فولیو کی درجہ بندی کریڈٹ ریٹنگ کی بنیاد پر کی جاتی ہے

کیونکہ غیر متوقع نقصانات کے رجحان کو اسی ریٹنگ کے پورٹ فولیوز سے ہی جوڑا جاتا ہے۔ ہر ذیلی پورٹ فولیو کو غیر متوقع نقصانات کے رجحان کی بنیاد پر ہی جوڑا جاتا ہے۔ عام طور پر ان کی مجموعی کوتاہیوں (قرض نہ ادا کرنے کی وجہ) کی در سے لنک کیا جاتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ کسی پورٹ فولیو کا خطرہ کا وزن ہی اس کی خاص ریٹنگ پر رکھتا ہے اور یہ رجحان ہی بینک کے احاطہ (جورڈیشن) میں آتا ہے، اونچا سی آر اے جو آر بی آئی کے ذریعہ 9% تجویز کیا گیا ہے۔ اس فرق پر روشنی ڈالتا ہے۔ بیسل III نارمس میں غیر متوقع نقصانات مجموعی ڈیفالٹ شرح کا فنکشن (کام) ہیں (سی ڈی آر) کریڈٹ ریٹنگ ایجنسیوں کے ذریعہ فراہم کی گئی کریڈٹ ریٹنگس ہوتی ہیں۔ مجموعی ڈیفالٹ ریٹنگ کچھ نہیں ہے بلکہ کریڈٹ ریٹنگ ایجنسی کے ذریعہ نان ڈیفالٹ ریٹنگ کو ایک یقینی وقت کے اندر ڈیفالٹ ریٹنگ میں تبدیل کر دینا ہے۔

انٹرنیشنل مشاہدہ کی بنیاد پر سی ڈی آر اور ریکوری شرح کے حساب سے مختلف کریڈٹ ایکسپوزز کیلئے بیسل نارمس نے رسک ویٹ تجویز کیا ہے، پھر بھی سی ڈی آر اور نقصان والے ڈیفالٹ جو ہندوستان میں مشاہدہ میں آئے ہیں بہت زیادہ ہیں۔ انٹرنیشنل مشاہدہ کے مقابلہ میں حالانکہ آر بی آئی کے ترمیم شدہ فریم ورک اور آر بی سی قانون کے بعد ان میں کافی سدھار ہوا ہے۔ مندرجہ ذیل گراف (چارٹ 3) مختلف ریٹنگ کیلئے لیبل کیپٹل ضروریات دکھاتا ہے۔ اس کو ہم یوں ہی کہہ سکتے ہیں، غیر متوقع کمپیوٹڈ انڈین کریڈٹ ریٹنگ ایجنسی کے ذریعہ دی گئی قرضوں کے پورٹ فولیو کی سی ڈی آر کے مشاہدہ کا استعمال:-

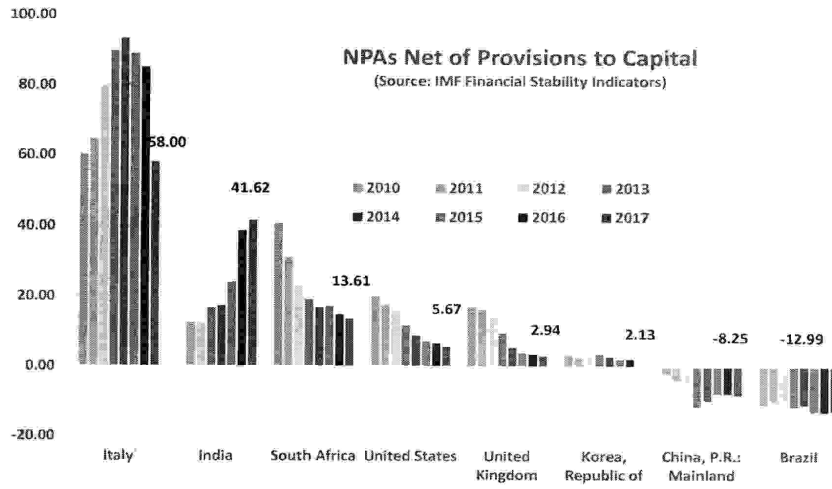
چارٹ 3: حقیقی پونجی ضروریات سی ڈی آر مشاہدہ کی بنیاد پر



یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ اس طرح کا ڈیفالٹ رجحان کے ساتھ بیسل مخصوص رسک ویٹ حقیقی خطرات جو لون اثاثوں کے بارے میں ہندوستانی بینکوں میں لئے جاتے ہیں سے کم دکھائے گا۔ اس کو دو طرح سے قابو کیا جاسکتا ہے۔ (i) منیم کیپٹل ضروریات 8% پر رکھنا لیکن بیسل مخصوص رسک ویٹ ڈھانچہ کو ہر طرح کے کریڈٹ ایکسپوزز کیلئے الگ الگ بنانا پڑے گا۔ جو ہندوستان میں سی ڈی آر مشاہدہ کے مطابق ہو۔ (ii) بیسل مخصوص رسک ویٹ کا استعمال کرتے ہوئے لیکن پونجی منیم پونجی ضروریات کو تجویز کرتے ہوئے۔ ہم نے دوسری اپروچ کو اختیار کیا ہے اور مجوزہ منیم کیپٹل ضروریات کو 9% کی شرح پر رکھا ہے جو کہ زیادہ تر ملکوں نے بیسل مخصوص رسک ریٹس کو ہی اپنایا ہے۔ اوپر دی ہوئی وضاحت سے یہ صاف ہو جاتا ہے کہ دوسروں کے ذریعہ مشورہ کہ ہماری پونجی ضروریات انٹرنیشنل معیار سے بہت وزن میں بالکل بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ بار بار پونجی ڈالنا ثابت ہو چکا ہے ہندوستان میں بینکوں کو اپنا پونجی لیول اونچا ہی رکھنا ہوگا۔

اس کے علاوہ بینکوں کے ذریعہ بنائے گئے پراویزنس (طریقہ کار) کا موجودہ لیول متوقع نقصانات کی تلافی کیلئے کافی نہیں ہو سکتا، اس لئے متوقع نقصان اتر کر کم کرنے کیلئے موزوں بفر (زانڈ) پونجی رکھنا ضروری ہے جس کے لئے پہلے سے کوئی انتظام نہیں کیا گیا ہے۔ وہ جب سامنے آئیں۔ (چارٹ 4) نیچے اس کا مظاہرہ کرتا ہے انڈین بینکنگ سسٹم میں نہ بتایا گیا این پی اے یا کیپٹل لیولس کس طرح وجود میں آتا ہے۔ جیسے کہ میں نے پہلے کہا کہ اب ترمیم شدہ آر بی آئی فریم ورک اور آر بی سی کے بعد ڈیفالٹ ریٹ اور ریکوری ریٹ میں کافی سدھار ہوا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مستقبل میں بینکوں کیلئے غیر متوقع نقصانات میں کافی کمی آسکتی ہے۔ پھر بھی رسک ویٹ (خطرات کا وزن) یا منیم پونجی ضروریات کے ڈھانچہ کو بدلنے کی ضرورت کا اس وقت تک انتظار کرنا ہوگا جب تک یہ رجحان اکنامی مضبوط پکڑ نہیں بنا لیتا ہے۔ اسٹریٹجی سدھار جب تک پوری طرح سے ٹھیک نہیں ہو جاتے ہیں اکنامی کے مفاد میں ریگولیٹری چھوٹ کو آگے بڑھانا مناسب نہیں ہوگا۔

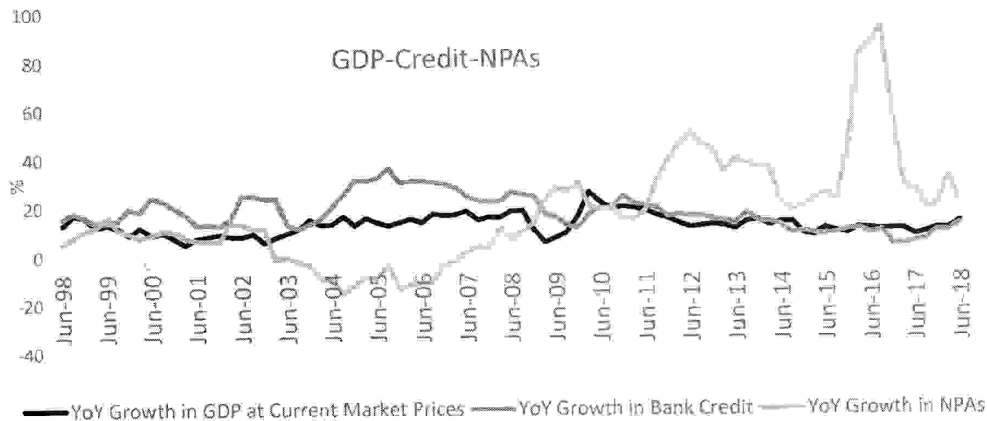
چارٹ 4: نیٹ این پی اے پونجی کی فیصد کے حساب سے



کم سی آر اے کی وکالت کرنے والے یہ دلیل دیتے ہیں کہ اونچی پونجی ضروریات کریڈٹ گروتھ کو کم کر دیتی ہے جبکہ حساب کے مطابق یہ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ یہاں پر دو اہم حقیقتیں اس بات کو زائل کر دیتی ہیں۔ پہلی یہ کہ ایسے مشورہ اس وقت ہی دیئے جاتے ہیں جب کریڈٹ گروتھ اکنامی میں جی ڈی پی گروتھ کے مطابق ہوتی ہے (چارٹ 5) دیکھیں۔

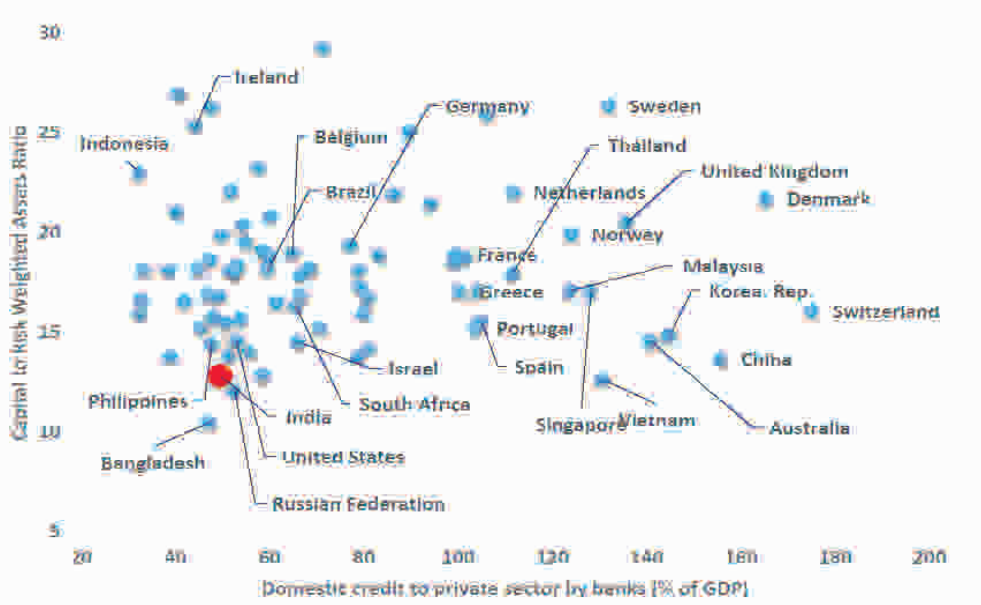
12 اکتوبر 2018 کو ختم ہوئے پھیلاؤہ میں بینک کریڈٹ گروتھ %144 yoy بڑھ گئی۔ اسکو اس طرح بھی بنایا جاسکتا ہے۔ کہ بینک کریڈٹ این بی ایف سی سیکیٹر کے مقابلہ میں زیادہ بڑھی ہے جبکہ امید یہ ہے کہ ناکافی بینک کریڈٹ فلو کی وجہ سے ایسا ہوا جبکہ 31 مارچ 2018 سے 30 ستمبر 2018 تک یہ گروتھ ریکارڈ لیول پر %17.1 فی اور %48.30 گروتھ 30 ستمبر 2018 کو رہی۔ ایسا مضبوط بنیاد کی وجہ سے ہوا، چارٹ کی طرف واپس دیکھیں یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ماضی میں ہائی لیول آف کریڈٹ گروتھ۔ ”سپلائی پش“ کی وجہ سے ہوئی تھی۔ یہ سپلائی پش اونچے کارپوریٹ میں کنٹرول مشینری اور بینکنگ سسٹم میں این پی اے کی وجہ سے ہوا تھا۔

چارٹ 5: y-o-y 5 گروتھ معمولی جی ڈی پی، بینک کریڈٹ اور این پی اے



دوسری اسکا یقین رکھیں کہ بینکنگ سسٹم کافی لچیل ہے، اونچی کریڈٹ گروتھ بڑھانے کیلئے اس میں کیپٹل لیولس اونچے رکھنا چاہئے (چارٹ 6) نیچے دکھانا ہے وہ ممالک جو جی ڈی پی تناسب سے اونچی بینک کریڈٹ رکھتے ہیں، ان کے پاس بینک پونجی کا لیول بھی بہت اونچا ہوتا ہے۔

چارٹ 6: گھریلو کریڈٹ بینکوں کے ذریعہ پرائیویٹ سیکٹر کو کریڈٹ V/S رسک و ٹیڈ اسٹیس تناسب



اب میں آپ کے سامنے اپنے اس نظریہ کی جس کے بارے میں اکثر کہتا رہتا ہوں کہ پبلک سیکٹر بینکوں کو پروڈیٹسٹیل کیپٹل ریگولیشن (قوانین) کے تحت لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دلیل یہ ہے کہ ان کی خود مختار ملکیت (بینکوں کی) ان کو حقیقتاً خطرات سے آزاد اور غیر نفوز پذیر (چٹان کی طرح مضبوط) بنا دیتی ہے۔ ہندوستان میں سبھی کمرشیل بینکیں، ہیمنٹ بینکیں اور استعمال فائیننس بینکوں کے علاوہ انٹرنیشنل ٹریڈ اور سرمایہ کاری کیلئے انڈین کارپوریشن کو ڈاکومنٹری کریڈٹ کی شکل میں کریڈٹ سہولیات فراہم کرنے میں ہمیشہ شامل رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ وہ لیٹر آف کریڈٹ کی سہولت بھی فراہم کرتی ہیں۔ فارن بینکوں کے ذریعہ ان کی منظوری اور تصدیق ان کمرشیل بینکوں کے ذریعہ جاری ضمانت (گارنٹی) کی کی جاتی ہے کیونکہ اس کی بنیاد انڈین بینکوں کی عزت فارن بینکوں کی نظر میں مستحکم ہے۔

بین الاقوامی منظور شدہ ریگولیشنری نظام سے مطابقت انڈین بینکنگ سسٹم کو ضروری کریڈیٹبلٹی فراہم کرنا ہے جس کی وجہ سے انڈین کارپوریشن کو انٹرنیشنل مارکٹ میں (فائینشیل اور حقیقی) پہنچنے کی مدد ملتی ہے۔ کیونکہ ان کو انڈین بینکوں کا پورا سپورٹ ملتا ہے۔ بہت سی انڈین بینکیں اپنی پونجی اور فنڈنگ ضروریات کیلئے انٹرنیشنل مارکیٹ میں رسائی کرتی ہیں۔ ہندوستانی بینکوں کے باہمی بینکنگ تعلقات ان کی مالیاتی مضبوطی پر منحصر ہوتے ہیں۔ پروڈیٹسٹیل نارمس میں تھوڑی سی بھی لاپرواہی اس کی کریڈیٹبلٹی/اسٹیٹمنٹ مارکٹ میں نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اس طرح سے تیزی اس کی لاگت کو بڑھا سکتی ہے اور ان کے گاہکوں کی بزنس میں آسانی ہو جانے پر وہ دوسری بینکوں کا رخ کر سکتے ہیں جو کہ پمپل معیار پر پوری طرح سے عمل کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ بینکوں کیلئے تفریقی پروڈیٹسٹیل ریگولیشن ان کی اونر شپ اسٹرکچر کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ جب وہ اسی مارکٹ میں آپریٹ کرتے ہیں، وہ ایٹنی کمپٹیو (ارزاں) ہو جائیں گے اور اس سے ایک منظم طور پر ڈائوڈول والی کیفیت میں جائے گی جو صاف طور پر ایک اچھا نتیجہ حاصل نہیں ہوگا۔

اب میں اختتام کی طرف آتا ہوں۔ ایک مضبوط اور پائیدار بینکنگ سسٹم ان کی ترقی کے لئے بہت ضروری ہے۔ یہ مضبوطی اصل (حقیقی) اور خلقی ہونا چاہئے۔ اصل مضبوطی ہیپلیٹس شیٹ میں پائی جانے والی کمزوریوں کی پہچان سے ہی آئے گی۔ اور اس کے لئے کچھ پراویزنس بنانے پڑیں گے بجائے اس کے کہ ہم اندازہ لگالیں کہ ہیپلیٹس شیٹ بہت مضبوط ہے۔ حکومت ہند اور آئی آئی پچھلے کچھ وقت سے ہندوستان میں ایک صاف ستھرا بینکنگ نظام بنانے کیلئے کوشاں ہیں۔ یہ کام آگے بڑھتا دکھائی دے رہا ہے، جس کے نتیجے میں ملنے لگے ہیں چونکہ ہماری انسولونسی اور بینک ریٹس رجیم اب چٹنگ کی طرف مائل ہیں۔ قرض ریکوری اور ایڈٹ کوالٹی کا رخ بھی ہندوستان مالیاتی نظام میں گلوبل معیار کی برابر ہونے لگے گی اور اس وقت ڈیفالٹ اور نقصان والے ڈیفالٹ بھی کم ہو کر گلوبل معیار کے برابر آجائیں گے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ایسے دن ہماری سوچ سے بھی پہلے جائیں گے۔ اس وقت تک ہم کو معیار کو کم کرنے کے خلاف اٹھا ہو کر مقابلہ کرنا ہوگا جھلے ہی وہ بین الاقوامی بیج مارک کے نام سے ان کو جوڑا جائے کیونکہ وہ پھل توڑنے کی طرح ہوگا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہماری بینکیں مضبوط دکھائی تو دیں گی لیکن حقیقت میں وہ مضبوط نہیں ہوں گی۔ ہمیں اس لالچ کو روکنا ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ ہم ایک ایسا فائینشیل سسٹم بنائیں گے جو بیج کے مقابلہ میں بہت مضبوط ہوگا اس کے ساتھ جڑ کر آپ مستقبل کے صنعت کار ڈیپازٹس، انویسٹمنٹس (سرمایہ کار)، میجرس یا کسی اور شکل میں اپنے کو بڑا فخر محسوس کریں گے۔ آپ نے ہم کو اپنے ساتھ بات چیت کرنے کا موقع دیا اس کے لئے ہم شکر گزار ہیں۔

حوالہ جات:

1. ایڈمٹی، انت مارٹن ہیل وگ، دی مینکرس نیوکلہا تھس: واٹس رائنگ ودھ بلیکنگ اینڈ واٹ ٹو ڈوباؤٹ اٹ پرنسی ٹون یونیورسٹی پریس (2013)
2. بینک ریڈی لاء ری فارمس کمیٹی، دی رپورٹ آف دی بینک ریڈی لاء ری فارمس کمیٹی، والیوم 1: راشنیل اینڈ ڈیزائن (2015)
3. پیسل کمیٹی آن بینکنگ سپروزن، ریگولیٹری ٹریڈنٹ آف اکاؤنٹنگ پراویزنس، بی سی بی ایس ڈسکشن پیپر (اکتوبر 2016)
4. چانگ، ٹام اینڈ اینٹونیٹ اسکارلر، ”دی افیکٹ آف جوڈیشیل بانس ان چیپٹر 11 آری آرگنائزیشن، میو (اکتوبر 2016)
5. کلان، ولیم آر، دی رائٹ پلینس فار بینکنگ: تھیوری اینڈ الویڈنس آن آپٹیمل کیپٹل رکارمنٹ، پالیسی اینالسس ان انٹرنیشنل اکناکس 107 (جون 2017) پیٹرن انسٹی ٹیوٹ فار انٹرنیشنل اکناکس۔
6. ڈاکٹر، جہاد، گیوونی ڈیل ایریکیا، لوس لیون، لیورنووسکی، اینڈ ہوئی ٹانگ ”بینیفٹس اینڈ کاسٹس آف بینک کیپٹل“، آئی ایم ایف اسٹاف ڈسکشن نوٹ 16 (فروری 2016)
7. ڈائمنڈ، ڈوگلاس، ڈبلو، ”فائنیشیل انٹرمیڈیٹیشن اینڈ ڈیلیگیٹڈ مانیٹرنگ“، دی ریویو آف اکناک اسٹڈیز، والیوم 51 نمبر 3 (جولائی 1984)
8. فراگ، مارک، ڈیمین ہارلینڈ اینڈ ڈان نکسن، ”بینک کیپٹل اینڈ لکوٹیڈٹی“، بینک آف انگلینڈ کوارٹرلی پلیٹن، Q3، 2013
9. میسی جوناتھن اینڈ جوشا اٹلس، ”فائنڈنگ آرڈران دی موراس: دی تھری ریل جسٹیفیکیشنس فار پیرسنگ دی کارپوریٹ ویل، 100 کورنیل ایل ریو۔ 99 (2014)
10. میک لے، مائیکل، امرراڈیا، اینڈ ریلینڈ تھامس، ”منی کریڈیشن ان دی ماڈرن اکنامی“، بینک آف انگلینڈ کوارٹرلی پلیٹن، Q1، 2014